آپ دہری یتیمی سے دوچار ہو گئے..... اس معصوم ﷺ کے **قلب وجگر** پر کیا بیتی ہوگی؟!

اس روح فرسا واقعے کے تقریباً 55,56 برس بعد ایک جہادی سفر کے دوران ودان میں آپ ﷺ جان نثار صحابہ کرام ؓ کو ٹھہرا کر ابواء تشریف لے گئے اور اپنی پیاری امی کی قبر کی زیارت کرکے حزن وملال کے ساتھ لوٹے اور اپنی آپ بیتی یوں بیان فرمائی: ''آج مجھے رب العالمین نے زیارت کی اجازت بخشی (...جو بہت شوق سے زیارت کرلو تاکہ آپ کو موت...) اور ''احکم الحاکمین کی عدالت میں پیشی کے مرحلے کی یاد دہانی ہو سکے''؛ اس کے نتیجے میں آپ اور زیادہ فکر کریں اور زیادہ **صدقہ وخیرات**..... اور زیادہ حسن اخلاق..... یعنی تبلیغ وجہاد میں ترقی فرمائیں۔) **لیکن خبردار**! اپنی والدہ کے حق میں لب کشائی کی اجازت نہیں!!......'' [مسند احمدؒ عن ابی هريرة ؓ] ایک اور روایت میں ہے: ''وأدركتني رقتها فبكيت'' [البیہقیؒ] ''مجھے اس کی ماں کی ممتا یاد آئی تو رو پڑا۔''

یعنی جب آپ ﷺ کو شفاعت یعنی استغفار کی اجازت نہ ملی تو ممتا کی یاد ستائی اور انہیں زمانہ نبوت نہ ملنے پر **دل امڈ آیا**۔ قافلے نے گرانیٔ طبع کو بھانپ کر خبر پوچھی تو ماجرا بیان کردیا۔ اس ''رقت انگیز'' واقعے پر کون سا صحابی اپنے **آنسو سنبھال** سکا ہوگا !!..... اسی ''سوگوارانہ کیفیت'' کو مختصراً ''بكى وأبكى'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

یاقوت الحموی: ''ابواء'' اور ''ودان'' دونوں ''فرع'' کی نواحی بستیاں ہیں۔ ''آرة'' کی ندی ابواء سے گزر کر ودان میں داخل ہوتی ہے۔ مشہور میقات ''الجحفة'' سے ۲۳ میل کے فاصلے پر ابواء واقع ہے۔ ابواء اور ودان کے درمیان آٹھ میل کا فاصلہ ہے۔ [معجم البلدان]

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ دورانِ سفر کاروان کو روک کر قریبی جگہ زیارت کے لیے تشریف لے گئے، اس مقصد کے لیے مستقل سفر نہیں فرمایا۔ پس اس واقعے سے ''**قبورِ بزرگان**'' کی زیارت کے لیے ''سفر'' کرنے کا استدلال درست نہیں۔

نیز اس موقع پر آپ ﷺ نے سامعین کو ''**موت کو یاد کرنے کی خاطر**'' قبروں کی زیارت کرنے کی تلقین فرمائی۔ یہ مقصد کسی بھی قبر سے حاصل ہو سکتا ہے..... سوائے موجودہ زمانے میں اصلی وجعلی بزرگوں کی قبروں پر قائم ''**مزارات**'' کے..... ان کی زیارت سے یہ شرعی غرض پورا نہیں ہوتا، کیونکہ ان پر عمارت بنا کر، چراغاں اور فل ڈیکوریشن کرکے لوگوں سے نذرانے بٹورنے کا ذریعہ بنایا ہوتا ہے۔ یہاں شرک وبدعت اور مادیت ہی کا دور دورہ ہوتا ہے۔ ایسی قبروں کی زیارت کسی صورت جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

**بزرگانِ دیں کا ادب ہے بجا ، جہاں تک کہ ہے منصب و مرتبہ**
**نہ مشکل کشا ہیں ، نہ حاجت روا ، کہ پایہ شناسِ بزرگاں ہیں ہم**

( ابو محمد عبدالوهاب خان )

باب الفتاویٰ

# کتے سے متعلق بعض شرعی احکام

عبدالوہاب خان

**سؤال:** " الطهور شطر الإيمان " کے دروس میں صفائی پر خوب زور دیا گیا ہے۔لیکن محسوس ہوتا ہے کہ "یسروا ولا تعسروا" (الحدیث) کو مدنظر نہیں رکھا گیا ہے۔ مثلاً مسجد کی صفائی کے باب میں اس حدیث کو بالکل نظرانداز کردیا گیا ہے:

"كانت الكلاب تبول وتقبل وتدبر في المسجد في زمان رسول الله ﷺ ، فلم يكونوا يرشون شيئاً من ذلك."

**جواب:** اسلام صفائی و پاکیزگی کا دین ہے۔عقل وشعور کو **کفر وشرک** کی نجاست سے،اعمال وکردار کو **بدعت ومعصیت** کی نجاست سے،جسم ولباس اور جائے عبادت کو ہر ایک **غلاظت** کی نجاست سے پاک وصاف کرنا اس کی روشن تعلیمات کا خلاصہ ہے۔عام انسانی طاقت وبساط کے دائرے میں ہر قسم کی ''ظاہری و باطنی نجاست'' سے اجتناب مطلوب ہے۔

پس فرمان نبوی'' یسروا ولا تعسروا'' کا تقاضا یہ ہرگز نہیں کہ ہم طہارت کے مسائل کی ترجیح میں ضمیر کے خلاف فیصلہ دیں۔بلکہ جس قدر رخصت شریعت میں ثابت ہے' اس کو بیان کرنا مقصود ہے۔ہاں اگر کسی مسئلے میں غلطی ہوگئی ہے تو وضاحت ہونے پر حق مسئلے کو قبول کرنا عین سعادت سمجھتے ہیں۔الحمد للہ لیجیے! مذکورہ بالا حدیث کا ترجمہ ومختصر شرح پیش خدمت ہے:

**ترجمہ:**'' دورنبوی میں کتے پیشاب کرتے اور مسجد میں آتے جاتے تھے،اورلوگ اس بنا پر کچھ چھڑکا تے نہیں تھے۔''

**تخریج:** [بخاریؒ تعليقاً، كتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به ...... وممر الكلاب في المسجد، ابوداؤد الطهارة باب١٣٩في طهور الأرض إذا يبست ح:٣٨٢ ١/٢٦٥]

**شرح:** امام ابوداؤدؒ کے عنوانِ باب (زمین کا خشک ہونے پر پاک ہوجانا) سے ان کے نزدیک زمینی نجاست کے سوکھنے پر پاک ہونے کا تأثر ملتا ہے۔ خلیل احمد سہارنپوریؒ: یعنی اس فرش پر پانی نہیں بہاتے تھے نہ کم،نہ زیادہ۔[بذل المجهود ٢/١٦٨]

خطابیؒ : اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ کتے مسجد سے باہر اپنی جگہوں میں پیشاب کرتے اور آتے جاتے ہوئے مسجد سے گزرتے تھے۔کیونکہ مسجد میں کتوں کو گھسنے یا پیشاب کرنے کا موقع دینا توہین ہے، یہ جائز نہیں۔پس مسجد کا دروازہ نہ ہونے کی وجہ سے کبھی یہ ناپسندیدہ جانور مسجد سے بھی گزرتے تھے،اور ایسا شاذونادر ہوتا تھا۔ [معالم السنن ١/٢٦٦]

ابن تیمیہؒ: یقینی بات ہے کہ اگر نجاست باقی ہوتی تو اس جگہ کو دھونا فرض ہوتا۔اور جب اس پر پانی نہ بہایا گیا تو نجاست باقی رہتی ہے' یہاں تک کہ زمین میں حل ہوجائے۔[مجموع فتاوى شيخ الاسلام ٢١/٤٨٠]